سوال

(94) زکوۃ کے احکام

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

زکوۃ کی شرعی حیثیت اوراس کی ادائیگی کا طریقہ کیا ہے ۔کتنے مال پر زکوۃ فرض ہے اور مصارفِ زکوۃ کتنے ہیں ؟ علاوہ ازیں صدقہ فطر کی وضاحت بھی کریں ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

زکوۃ اسلام کا تیسرا بنیادی رکن ہے جس کی فرضیت قرآن مجید اور احادیث صحیحہ صریحہ سے ثابت ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ﴿٤٣﴾ ...البقرة

''نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو''۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

فَإِذَا انسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٥﴾ ...التوبة

''پس جب حرمت والے مہینے گزر جائیں تو مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کرو، ان کو پکڑلو اور ان کا محاصرہ کرو اور ہر مقام پر ان کی گھات میں بیٹھے رہو پس اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں، زکوۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو (یعنی جنگ بند کردو) بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے ۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کفار و مشرکین اگر ایمان کا دعویٰ کریں ۔ اسلام قبول کریں تب بھی ان سے جنگ بند نہیں ہوگی تاوقتیکہ وہ نماز پڑھیں اور زکوۃ ادا کریں ۔ زکوۃ کی ادائیگی کے بعد ہی وہ مسلم برادری میں شامل ہوسکتے ہیں اور رشتہ اخوت میں منسلک رہ سکتے ہیں ۔ اگر کوئی شخص زکوۃ ادا نہیں کرتا تو وہ اس رشتہ سے محروم رہتا ہے ۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

لَا يَرْقُبُونَ فِي مُؤْمِنٍ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُونَ ﴿١٠﴾ فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ ۗ وَنُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿١١﴾ ...التوبة

''وہ کسی مومن کے بارے میں نہ قرابت کا لحاظ کرتے ہیں، نہ عہد کا اور یہی لوگ ہیں حد سے بڑھنے والے ۔ پھر اگر یہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو تمہارے دینی بھائی ہیں اوران لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں ہم آیات کھول کھول کر بیان کرتے ہیں''۔

لفظ زکوٰۃ دو معنوں میں مستعمل ہے ۔ (۱) بڑھنا (۲) پاک وصاف ہونا ۔

سال گزارنے کے بعد جو حصہ بطور فرض ادا کیا جاتا ہے ان ہی دو معنوں کے پیش نظر اسے زکوٰۃ کہتے ہیں کیونکہ ادائیگی زکوٰۃ کرنے والے کی نیکیاں بڑھتی ہیں ۔ درجات بلند ہوتے ہیں ۔ مال کی طہارت ہوتی ہے اوراس میں اللہ کی طرف سے برکت پیدا ہوتی ہے اور زکوٰۃ دہندہ خود گناہ اور بخل سے بچ جاتا ہے اوراس کا مال غرباء فقراء ومساکین وغیرہ کا حق نکل جانے کی وجہ سے خبث وحرام سے پاک ہوجاتا ہے ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا...۱۰۳ ...التوبة

''اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) زکوٰۃ لے کران کے جان ومال کا تذکیہ کرواوران کو پاک وصاف بنادو''۔

زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کی حقیقتاً مالی عبادت ہے اوراسے اگر واقعاتی اعتبار سے دیکھا جائے تواس کو اجتماعی زندگی میں معاشرے کے اندر ریڑھ کی حیثیت حاسل ہے ۔ یہ اسلام کے سیاسی و معاشی نظام کی بنیاد ہے ۔ شریعت اسلامی نے چار قسم کے مال پر زکوٰۃ فرض کی ہے :

۱ ۔ بہائم ۔ چارپائے جانور اونٹ گائے ،بکری وغیرہ

۲ ۔ سونا چاندی نقود اور زیورات وغیرہ

۳ ۔ ہر قسم کا وہ تجارتی مال جس میں تجارت شرعاً جائز ہے ۔

٤ ۔ زمین کی پیداوار، اجناس، خوردنی پھل وغیرہ

چونکہ شریعت نے زکوٰۃ مالداروں پر فرض کی ہے تاکہ ان کے مال کا کچھ حصہ ہر سال غرباء ومساکین کی ضروریات پر صرف کیا جاسکے لہذا ہر قسم کے مال سے زکوٰۃ کا نصاب مقرر کیا گیا ۔ مذکورہ بالا چار قسم کے مال کا نصاب درج ذیل ہے :

۱) بہائم : اونٹوں کا نصاب پانچ اونٹ ہے ۔ صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ میں حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((لیس فی مادون خمس ذود صدقة من الإبل))

''پانچ سے کم اونٹوں پر زکوٰۃ نہیں ہے ۔ پانچ تا نو اونٹ پر ایک بکری زکوٰۃ ہے ۔ ۱۰تا۱۴ پر ۲بکریاں، ۱۵تا۱۹ پر تین بکریاں، ۲۰تا۲۴ پر ۴بکریاں، ۲۵تا۳۵ پر ایک سالہا اونٹنی ۔

گائیوں کا نصاب : گائیوں کا نصاب تیس گائیں ہیں جامع ترمذی ۱۹۵/۱ اور مستدرک حاکم ۳۹۸/۱ میں حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو انہیں حکم دیا :

((وأمره لأن يأخذه من البقر كل ثلاثين بقرة تبيعا))

''کہ تیس گائیوں پر ایک سال کا بچھڑا زکوۃ میں لے''۔

یعنی ۳۰ سے کم گائیوں پر زکوٰۃ نہیں اور جب ۳۰ گائیں ہوں ان پر ایک سالہ بچھڑا زکوۃ ہے اور ۴۰ پر ایک گائے جس کے دو دانت نکل آئے ہوں اسی طرح ہر ۳۰ پر ایک سالہ بچھڑا اور ہر ۴۰ پر ایک گائے دو دانت والی۔

۲) چاندی اور سونے کا نصاب:

((عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ أَوَّلِ هَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: «فَإِذَا كَانَتْ لَكَ مِائَتَا دِرْهَمٍ، وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ، فَفِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ، وَلَيْسَ عَلَيْكَ شَيْءٌ - يَعْنِي - فِي الذَّهَبِ حَتَّى يَكُونَ لَكَ عِشْرُونَ دِينَارًا، فَإِذَا [ص: 101] كَانَ لَكَ عِشْرُونَ دِينَارًا، وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ، فَفِيهَا نِصْفُ دِينَارٍ))

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے پاس دو سو درہم ہوں اور ان پر سال گزر جائے تو ان پر زکوٰۃ پانچ درہم ہوگی اور جب تمہارے پاس بیس دینار سونا ہو اور اس پر ایک سال گزر جائے تو اس میں نصف دینار زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے''۔ (ابو داؤد، کتاب الزکوٰۃ نیل الاوطار ۱۱۸)

اس کے علاوہ کتب احادیث میں بے شمار ایسی روایات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کے لئے ۲۰۰ درہم اور سونے کے لئے ۲۰ دینار نصاب متعین فرمایا ہے اور ان پر زکوٰۃ کے واجب ہونے کے لئے ایک سال کا عرصہ شرط قرار دیا ہے۔ اور اس بات پر عموماً اتفاق ہے کہ ہمارے ہاں رائج اوزان کے مطابق ۲۰۰ درہم چاندی کا وزن ساڑھے باون تولے ہے اور ۲۰ دینار سونے کا وزن ساڑھے سات تولہ سونا ہے۔

۳۳) زیورات پر زکوٰۃ: سونے اور چاندی کے زیورات پر بھی زکوٰۃ دینی چاہیے، جب وہ نصاب کو پہنچ جائیں، شریعت نے جب سونے اور چاندی پر زکوٰۃ فرض کی ہے اور سونے چاندی کے زیور بھی سونا چاندی ہیں ان کو کسی نص قطعی نے زکوٰۃ سے مستثنیٰ نہیں کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیورات پر زکوٰۃ نہ دینے پر بڑی وعید بیان کی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی اور اس کی بیٹی کے ہاتھ میں سونے کے دو موٹے موٹے کنگن تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

«أَتُعْطِينَ زَكَاةَ هَذَا؟»، قَالَتْ: لَا، قَالَ: «أَيَسُرُّكِ أَنْ يُسَوِّرَكِ اللَّهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ؟»

''کیا تم ان کی زکوٰۃ بھی دیتی ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں پسند ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کے بدلے میں تمہیں آگ کے کنگن پہنائے۔''

اس عورت نے یہ بات سنتے ہی کنگن اتار کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیئے اور کہا میں نے یہ دونوں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں دے دیئے۔

(صحیح نسائی 2324, صحیح ابوداؤد 1563)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور ہاتھ میں چاندی کی چوڑیاں دیکھیں اور پوچھا، عائشہ یہ کیا ہے؟ میں نے کہا یہ (زیور) میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر حصولِ زینت کے لئے بنائے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أتؤدین زکاتهن؟ قلت لا أو ما شاء الله قال: حسبک من النار))

''کیا ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ میں نے کہا نہیں یا ماشاء اللہ کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر آگ کی سزا تجھے یہ کافی ہے''۔ (صحیح ابوداؤد ۱۵۶۵، دارقطنی)

امام حاکم نے بھی اس حدیث کو مستدرک میں بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث تیخین کی شرط پر صحیح ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ زیورات کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے اور یہ ضروری ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، سعید بن مسیب، عطاء، سعید بن جبر، عبداللہ بن شداد، میمون بن مہران، مجاہد، جابر بن زید، زہری، سفیان ثوری، ابن منذر، عبداللہ بن مبارک، ابو حنیفہ وغیرہ کا یہی موقف ہے اور امام شافعی سے بھی ایک قول اسی طرح مروی ہے۔ اس کے برعکس امام مالک، اسحٰق بن راہویہ، شعبی وغیرہ کا موقف ہے کہ زیورات میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ اور ان کا استدلال قیاس اور بعض آثار صحابہ رضی اللہ عنہ سے ہے لیکن صحیح اور راجح مسلک پہلا ہے اور صحیح و تصریح احادیث اس کی تائید کرتی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث کے مقابلے میں کسی کی بات حجت نہیں۔

مال تجارت پر زکوٰۃ: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ... ٢٦٧ ...البقرة

''اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے بہترین چیز خرچ کرو''۔

امام مجاہد سے بسند صحیح تفسیر طبری ۵/۵۵۶ میں مروی ہے کہ یہ آیت تجارت کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور امام بخاری نے بھی اس آیت سے اموال تجارت میں زکوٰۃ کے وجوب پر استدلال کیا ہے۔ (الزکوۃ وأحکامہا للغاوجی, ص 43)

(عن أبي ذر رضی اللہ عنہ أن النبي صلی اللہ علیہ قال: فی الإبل صدقتها وفی الغنم صدقتها وفی البقرة صدقتها وفی البر صدقته۔))

''سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹوں پر زکوٰۃ، بکریوں پر زکوٰۃ، گائیوں پر زکوٰۃ اور تجارت کے کپڑے پر زکوٰۃ ہے''۔

(دار قطنی 2/102, مستدرک حاکم, بیہقی))

(عن أبي عمرو بن حماس عن أبيه رضی اللہ عنہ قال کنت أبیع الأدم والجعاب فمر بی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فقال أد صدقة مالک فقلت یا أمیر المؤمنین إنما هو الأدم قال قومه ثم أخرج صدقته))

''ابو عمرو بن حماس رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں چمڑا اور تیر کے ترکش فروخت کرتا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے تو فرمایا اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو۔ میں نے عرض کیا اے امیر المومنین یہ تو فقط چمڑا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کی قیمت لگاؤ اور اس کی زکوٰۃ ادا کرو''۔ (الشافعی ۲۳۶/۱، عبدالرزاق (۹۹-۷۰)، دار قطنی ۲۱۳، کتاب الاموال لابی عبید ۴۲۵، بیہقی ۱۴۷/۴، المجموع ۶/۴۴)

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ مال تجارت سے بھی زکوٰۃ نکالنی چاہیے۔ مال تجارت کا نصاب شرح نقدی کا ہی نصاب ہے یعنی حاضر وقت میں ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت مال تجارت کا نصاب تصور کیا جائے گا جس آدمی کے پاس کاروبار کے لئے ساڑھے باون تولہ چاندی جس کی قیمت تقریباً ۲۵۔ ۲۵۴۶ روپے تک مال تجارت موجود ہے وہ اپنے مال کی قیمت لگا کر اس پر اڑھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرے۔

۴) زمین کی پیداوار پر زکوٰۃ: زمین سے پیدا ہونے والے غلہ سے جو حصہ بطور زکوٰۃ ادا کیا جاتا ہے۔ عشر کہلاتا ہے۔ عشر کا معنی ہے دسواں حصہ، بعض حالات میں زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ واجب الادا ہوتا ہے اس لئے اسے عشر کا نام دیا گیا ہے۔ جو کھیتی یا باغ، چشمہ، بارش، نہری پانی یا قدرتی ذرائع سے سیراب ہو اور اسکو پانی دینے کے لئے کسی مصنوعی آلہ کی ضرورت نہیں پڑتی تو ایسی کھیتی یا باغات پر عشر واجب الادا ہوتا ہے اور جس کھیتی یا باغ کو پانی دینے کے لئے مصنوعی آلات مثلاً رہٹ، مشین وغیرہ کی ضرورت پڑے تو اس کی پیداوار پر نصف عشر یعنی بیسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔

((عن عبداللہ بن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : «فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالعُيُونُ أَوْكَانَ عَثَرِيًّا العُشْرُ، وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ العُشْرِ»))

''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جو کھیتی بارش اور چشموں سے سیراب ہوتی ہو یا وہ بارانی ہو اس میں عشر ہے اور جو زمین جانوروں یا کسی دوسرے ذریعہ سے پانی کھینچ کر لائے اس میں نصف عشر ہے''۔ (صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ ۱۵۵/۲)

دونوں حالتوں میں کاشتکار کی محنت کا لحاظ رکھا گیا ہے، چونکہ اول الذکر صورت میں محنت کم ہوتی ہے اس لئے اس پر زکوٰۃ زیادہ ہے اور موخر الذکر صورت میں محنت زیادہ ہے، اس لئے اس پر زکوٰۃ کم ہے۔ زمین کی پیداوار کے لئے نصابِ زکوٰۃ ۵ وسق ہے۔

((عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : «لَيْسَ فِي حَبٍّ وَلَا تَمْرٍ صَدَقَةٌ حَتَّى تَبْلُغَ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ))

''ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک غلہ اور کھجور کی مقدار پانچ وسق تک نہ ہو جائے اس پر زکوٰۃ نہیں''۔ (نسائی)

اسی طرح صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ ۱۳۳/۲ پر مروی ہے کہ :

((لیس فیما دون خمسة أوسق صدقة.))

''پانچ وسق سے کم پر زکوٰۃ واجب نہیں''۔

جب پیداوار پانچ وسق یا اس سے زیادہ ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔ پانچ وسق کا وزن ۲۰ من یا ۲۵، کلوگرام تک ہوتا ہے۔

مصارفِ زکوٰۃ

مصارفِ زکوٰۃ کا مطلب ہے کہ وہ مدیں جہاں پر زکوٰۃ صرف کی جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ :

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ٦٠ ...التوبة

یعنی زکوٰۃ کا مال فقراء اور مساکین، زکوٰۃ وصول کرنے والے عاملین، نو مسلموں کی تالیف قلب، غلاموں، قرضداروں اور اللہ راہ میں جہاد کرنے والوں اور مسافروں کے لئے ہے۔ یہ آٹھ مصارف زکوٰۃ ہیں۔ ان آٹھ مصارف کی مختصر وضاحت درج ذیل ہیے :

فقرہ و مساکین

فقیر سے مراد وہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو اور مسکین جس کے پاس تھوڑا بہت خرچ موجود ہو یعنی اس کی آمدنی اس کی ضرورت سے بہت تھوڑی ہو۔

عاملین

وہ لوگ جو خلیفہ اسلام یا مسلمانوں کے امی کی طرف سے زکوٰۃ جمع کرنے کے لئے مقرر ہوتے ہیں۔ ان کی تنخواہوں وغیرہ پر زکوٰۃ کا مال صرف ہو سکتا ہے۔

مُؤَلَّفَةُ الْقُلُوب

اس سے وہ ضعیف الایمان مسلمان مراد ہیں جن کی دلجوئی یا مالی اعانت اگر نہ کی جائے تو ان کا اسلام سے منحرف ہونے کا خطرہ ہے۔

غلام

یعنی اگر کوئی مسلمان آدمی غلامی کی زندگی بسر کر رہا ہو تو مالِ زکوٰۃ سے اسے غلامی سے آزادی دلا دی جائے۔

غارمین

ان سے مراد وہ مقروض ہیں جن پر اتنا قرض چڑھ گیا ہے کہ وہ اتارنے کی سکت نہیں رکھتے مگر یاد رہے کہ اگر کوئی آدمی خلاف شرع کاموں جیسے شراب جوا وغیرہ میں مال خرچ کرنے کی وجہ سے مقروض ہوگیا ہو تو اس پر زکوٰۃ کا مال صرف کرنے سے گریز کرنا چاہیے جب تک وہ توبہ نہ کرلے۔

فی سبیل اللہ

اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو محاذ جنگ پر دشمنان اسلام سے نبرد آزما ہیں۔ یہ لوگ غنی بھی ہوں تب بھی ان کی اعانت مال زکوٰۃ سے کرنا جائز ہے تاکہ وہ سامان حرب جیسا کہ دور حاضر میں کلاشنکوف، گرینوف، زیکویک وغیرہ گنیں خرید کر دشمن اسلام کا مقابلہ کرسکیں۔

ابن السبیل

اس سے مراد وہ مسافر ہیں جو اپنے وطن سے دور ہیں اور ان کے پاس خرچ ختم ہوگیا ہے تو مالِ زکوٰۃ سے ان کی اعانت کرنا جائز ہے۔

صدقۃ الفطر

صدقۃ الفطر فرض ہے۔ صدقہ اس لئے ادا کیا جاتا ہے کہ رمضان المبارک میں اگر کسی فرد سے روزہ میں کوتاہی یا لغوبات وغیرہ ہوگئی ہو تو اس سے پاکیزگی حاصل کی جائے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

«فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ، وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ، مَنْ أَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُولَةٌ، وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ»

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو روزہ دار کو بے ہودگی اور فحش کلامی سے پاک کرنے اور غرباء و مساکین کو خوراک مہیا کرنے کے لئے صدقہ فطر فرض کیا ہے جو شخص عید کی نماز سے قبل یہ صدقہ ادا کرے تو اس کا صدقہ مقبول ہے اور جو شخص نماز کے بعد صدقہ ادا کرے تو یہ نفلی صدقات کی طرح ایک صدقہ ہے"۔ (صحیح ابوداؤد)

اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ فطر کی ادائیگی عید کی نماز سے قبل ہونی چاہیے۔ اور یہ ہر مسلمان پر خواہ مرد یا عورت غلام ہو یا آزاد چھوٹا ہو یا بڑا، فرض ہے اور ہر فرد کی طرف سے ایک صاع طعام ادا کیا جاتا ہے۔ صحیح بخاری الزکوٰۃ میں حدیث ہے کہ:

((فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ زکوۃ الفطر صاعا من تمر أو صاعا من شعیر علی من شعیر علی العبد والحر والذکر والأنثی والصغیر والکبیر من المسلمین.))

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر ایک صاع کھجور سے ایک صاع جو سے غلام، آزاد، مذکر و مونث، چھوٹے اور بڑے مسلمان پر فرض کیا ہے۔

طعام سے مراد ہر وہ چیز ہے جو کسی گھر میں عموماً کھائی جاتی ہے جیسا کہ چاول، جو، گندم وغیرہ ایک صاع کا وزن ۲.۲۵ سیر ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

ج1

محدث فتویٰ